© rasailojaraid.com

شیخ بوعلی سینا کی شخصیت
حقائق کی روشنی میں

جناب شبیر احمد غوری

شیخ (بوعلی سینا) پر بہت کچھ لکھا گیا ہے، پھر بھی بہت کچھ لکھنا باقی ہے وہ ایک کثیر الحیثیات عبقری تھا، ایک عظیم مفکر اور ایک بہت بڑا انقلابی: جہاں تک اُس کے فضل و کمال، بالخصوص اس کی فلسفیانہ عبقریت، حکیمانہ بصیرت اور فن طب میں اس کی غیر معمولی شہرت اور مقبولیت کا تعلق ہے اس باب میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ لیکن اس سے قطع نظر جہاں تک اس کی نجی زندگی، بالخصوص اُن کمزوریوں کا تعلق ہے، جن سے سوائے انبیاء کرام کی ذوات مقدسہ کے اور کوئی فرد بشر نہیں بچا ہوگا، یہ ایک بالکل ہی غیر ضروری بلکہ لایعنی بحث ہے، بقول خیّام۔

ناکردہ گناہ در جہاں کیست بگو
واں کس کہ گنہ نہ کرد چوں زیست، بگو

ایک قلم کار کا اپنے رئیس التذکرہ کی پرائیوٹ زندگی کے پیچھے پڑ جانا کہ وہ کیا کھاتا تھا کیا پیتا تھا، کس سے معاشقہ کرایا کس سے ڈوپل لڑا، کوئی پسندیدہ کاوش نہیں ہے، کہ

محتسب را درون خانہ چہ کار

بالخصوص جب کہ ان لایعنی ابحاث سے کہیں اہم تر مباحث تشنۂ تحقیق ہوں: مثلاً اُس کی فلسفیانہ عبقریت کی تشکیل میں کن کن عوامل نے حصہ لیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کی "القانون فی الطب" کہاں تک اس کے ابتکار فکر اور ذاتی تحقیق کا نتیجہ ہے اور کہاں تک اپنے پیشروؤں کی خوشہ چینی کا، یا

جن شورش پسندانہ سرگرمیوں میں اس کی زندگی کا بڑا حصہ گزرا ان کا وقت کی [illegible] انقلابی تحریکوں سے کیا تعلق تھا۔

پھر اس کی پرائیوٹ زندگی سے متعلق تحقیقی مساعی کا ایک ناخوشگوار پہلو یہ بھی ہے کہ [illegible] مغز طور پر مبنی "تولا" "تبرا" کو جنم دیے بغیر نہیں رہ سکتا، کیونکہ عمل سے رد عمل ہمیشہ دگنا ہوا کرتا ہے اور یقیناً یہ کوئی خوش گوار صورت حال نہیں ہو سکتی۔

اس لیے اس نام نہاد تحقیق سے کیا حاصل کہ وہ جو مشروب پیتا تھا، وہ کیا تھا؟ نبیذ، شراب یا مقوی ٹانک، مفرح مشروب اور پھر یہ لغوی تحقیق کہ یہ "شراب" "شربت انگور" کا مصداق تھی، یا "شراب انگور" کا، "شراب الصالحین" تھی یا "شراب الطالحین"۔ یہ سب تطویل لاطائل ہے۔ پھر "سمعانی" (Original Source) سے اغماض برت کر دوسرے ماخذ (Secondary. Sources) سے استشہاد کرنا کسی طرح سمجھ میں آنے والی بات نہیں ہے اور اس پر مستزاد یہ بحث کہ بعد کے تذکرہ نگاروں میں اس واقعہ کی تفصیل کے بارے میں کیا اختلاف ہے اور ان سے کیا تسامحات ہوئے ہیں۔ اس کوہ کندن و کاہ برآوردن کی صرف اسی وقت قدر و قیمت ہو سکتی ہے جب اصل ماخذ دنیا سے ناپید ہو، اسی طرح اس لغوی تحقیق کی اسی وقت اہمیت ہو سکتی ہے جب خود شیخ نے اس کی کوئی وضاحت نہ کی ہو۔ مزید توضیح حسب ذیل ہے

(۱) جہاں تک ماخذ کا تعلق ہے اصل ماخذ خود شیخ کی خود نوشت سوانح عمری ہے، شیخ کی اس خود نوشت سوانح عمری کو ڈاکٹر سعید نفیسی نے

"سرگزشت ابن سینا (بقلم خود و شاگردش)"

کے نام سے فارسی ترجمہ کے ساتھ شائع کر دیا ہے (انجمن دوستداران کتاب [illegible] ہے کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

...ہ نگار (ر)... بیہقی (تتمہ صوان الحکمہ)، ابن القفطی (تاریخ الحکماء) ابن ابی اصیبعہ (عیون الانباء فی طبقات الاطباء) وغیرہ نے واقعہ زیر بحث کو اسی "خود نوشت سوانح عمری" سے ...ت تفصیلات نقل کیا ہے۔ اصل ماخذ کے ہوتے ہوئے ثانوی ماخذ سے مراجعہ محض تضییع اوقات

بہرحال شیخ اس خود نوشت سوانح عمری میں لکھتا ہے:

فما غلبنی النوم او شعرت بضعف عدلت الی شرب قدح من الشراب ریثما تعود الیّ قوتی"	پس جب مجھ پر نیند کا غلبہ ہوتا، یا میں کمزوری محسوس کرتا تو شراب کا ایک پیالہ پی لیتا، تاکہ میری قوت بحال ہو جائے۔

لہٰذا یہ مسئلہ تو طے ہو گیا کہ شیخ کا یہ مشروب شراب ہوتا تھا۔

(۲) رہی یہ بات کہ یہ "شراب" خمر تھی یا شربت اور اس باب میں متاخر لغت نویسوں کا سہارا لینا اسی وقت مستحسن ہو سکتا تھا، جب اس سلسلے میں خود شیخ یا اس کے معاصرین کی تصریحات نہ ملتیں اور پھر بھی یہ استشہاد فیصلہ کن نہ ہوتا، کیوں کہ "غیاث اللغات" اور "المنجد" وغیرہ شیخ کے کوئی آٹھ نو سو سال بعد لکھی گئی ہیں اور اس طویل عرصہ میں لفظوں کے مفاہیم کا بدل جانا فطری ہے۔

مگر خوش قسمتی سے یہاں بھی ہمیں خود شیخ کے یہاں اس لفظ کے مصداق کی صراحت مل جاتی ہے وہ "القانون (جلد دوم مفردات) میں جو کچھ لکھتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ لفظ شراب سے اس کی مراد یہی اصطلاحی شراب ہے جو ام الخبائث ہے:

"الشراب: الماهية: اعنی به بالقوة. الخواص: یعدل الفضول التی من جنس المرار..... الاهیار..... یختلف تناوله بحسب الامزجه،

اما الشباب فالقدر القلیل منه مع الرمان وللشیوخ کما هو من غیر مزج...

اعضاء الرأس: یسکر ویسبت ویزیل الحفظ ویضر القوی النفسانیة.....

اعضاء الصدر: ینمی الحرارة الغریزیة ویفرح القلب ... اعضاء الغذاء:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بسالہ دہلی

سریع الاختصار ۲، والانحصار کیفرانعقد ۱۰۰، الخ

ان دو دو مناحتوں کے بعد بات صاف ہو جاتی ہے اور کسی مزید قیل و قال کی گنجائش نہ

رہتی۔ اب شیخ اس شراب کو بحالی قوت کے لیے پیتا تھا یا عیاشی اور طرب بازی کے لیے، اس

اصل واقعہ "بود" سے "نابود" نہیں بن سکتا اور نہ ہی یہ کاوش و تدقیق شراب کی حرمت کو

میں بدل سکتی ہے۔

لیکن "الشئ یذکر بالشئ" بات سے بات پیدا ہوتی ہے۔ شیخ کی صفائی اور بہا

پر اصرار سے ایک انتہائی ناخوش گوار اور تکلیف دہ بحث پیدا ہونا فطری ہے، جس سے با د

ناخواستہ تعرض کرنا ہی پڑے گا۔

پہلے یہ معلوم کرنا ہے کہ آیا مسئلہ متنازع فیہ کی کوئی اساس ہے؟ اور نزاع صرف

میں ہے یا اس "اصل" میں بھی ہے جس پر وہ فرع متفرع ہوتی ہے۔؟

دوسرا تحقیق طلب امر یہ ہے کہ شہود نے رئیس التذکرہ کی صرف تعدیل ہی کی ہے یا ج

بصورت ثانی دونوں شہادتوں میں کون سی شہادت زیادہ قابل اعتماد ہے؟

پھر انفصال قضایا میں معرضہ شہادتوں کے ساتھ ساتھ قرائن کا بھی لحاظ کرنا پڑتا ہے

تیسری تحقیق طلب بات یہ ہے کہ مسئلہ فیہا نحن فیہ میں قرائن کیا ہیں اور ان کا تقاضا کیا ہے

(۱) مسئلہ کی اساس

اس سلسلے میں جو بنیادی نکتہ پیش نظر رہنا چاہیے یہ ہے کہ شیخ بے شک ایک عظیم عبقر

جس کی عبقریت نے انسانی فکر کی خرد میں بیش بہا اضافے کیے ہیں۔ برصغیر کے مدارس میں و

معلم یا متعلم ہے جس کا فلسفہ میں سلسلۂ تلمذ شیخ تک نہ پہنچتا ہو۔ نام نہاد "فلسفہ اسلا

بانی و بادی شیخ بو علی سینا ہی ہے۔ اسی کا مرتب کردہ فلسفہ ہمارے مدارس میں پڑھایا جا

اسی کی "القانون فی الطب" جملہ اطبا روزگار کی تشخیصی و معالجاتی سرگرمیوں کا سرچشمہ

یہی اس کی عظمت و جلالت قدر کا مبنیٰ علیہ ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بلکہ ان سب باتوں کے باوجود شیخ کوئی پیشوائے دین نہ تھا جس کا اسوہ اس کے متعلقین کے لیے واجب الاتباع ہو، اور جب اس کی ذاتی زندگی ہمارے لیے واجب الاتباع ہی نہیں تو پھر اس کی نجی زندگی کی جزئیات کی تلاش عبث و بے سود ہے کہ وہ کیا کھاتا تھا، کیا پیتا تھا، جنس کے معاملے میں حصور اور برہمچاری تھا یا جنس زدہ اور ہوس پرست؟

چنانچہ اگر وہ اپنے وقت کا ارسطوئے زماں و جالینوس دوراں تھا تو کیا ضروری ہے کہ ثانی جنید و شبلی و بایزید بھی ہو۔

پھر تقویٰ ہو یا فسق دونوں کی اساس اسلام ہے۔ متقی بھی مسلمان ہوتا ہے اور فاسق بھی مسلمان ہوتا ہے۔ "شرح عقائد نسفی" میں بعض متکلمین کا قول نقل کیا ہے:

"لا یضر مع الایمان معصیة کما لا ینفع مع الکفر طاعة" ایمان ہوتے ہوئے کوئی گناہ مضرت نہیں پہنچاتا، جس طرح کفر کی حالت میں کوئی طاعت فائدہ نہیں پہنچاتی، اس کا پہلا جزء متنازع فیہ ہے مگر دوسرا جزء فیما بین مسلّم ہے، جبھی تو پہلے جزء کے قائلین نے اسے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔

لہٰذا یہ سوال پیدا ہونا فطری ہے کہ

"کیا وہ مسلمان بھی تھا؟"

بظاہر یہ سوال انتہائی مستبعد معلوم ہوتا ہے، مگر محتمل الوقوع تو ہے بالخصوص جبکہ ثقات (جن کے دین و دیانت، علم و فضل اور اُن سے زیادہ احساس ذمہ داری اور خوف احتساب اُخروی کی قسم کھائی جا سکتی ہے) جہت مخالف میں گئے ہیں (تفصیل آگے آ رہی ہے)۔ لہٰذا جو شراب شیخ پیتا تھا "شراب انگور" نہ سہی "شربت انگور" ہی سہی، لیکن بقول خیام

آں (صد) کار کنی کہ مے غلام است آنرا

جب اس کا اسلام ہی معرض بحث میں ہو تو اس کی پرہیزگاری سے کیا حاصل عظیم مفکر و جلیل القدر ماہر طبیعات آئن سٹائن کے بارے میں ہم کبھی اس قسم کی لایعنی اور لاحاصل بحث و تحقیق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

، وقت ضائع نہیں کرتے۔

اس لیے شیخ کی تقویٰ شعاری کے اثبات سے زیادہ اہم مسئلہ اس کے اسلام کا ہے۔

(۲) رئیس التذکرہ کی جرح و تعدیل

الف۔ تعدیل

شیخ کے زہد و اتقا کے باب میں بسا اوقات اتنا کچھ کہا جاتا ہے کہ بڑے سے بڑا عقیدت مند ریدبھی اپنے پیر سے بیعت فسخ کر کے شیخ ہی کے مزعومہ "دست حق پرست" پر بیعت کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ سلطان ابوسعید ابوالخیر جس شخص کے بارے میں یہ سرٹیفکیٹ دیں کہ

"جو میں دیکھتا ہوں، وہ جانتا ہے۔"

معرفت کی طے منازل میں اس کے لیے اس سے زیادہ اور کیا اعزاز ہو سکتا ہے۔

یا پھر خواجہ فریدالدین عطار یا دخداوندی میں جس کے انہماک و مشغولیت کو بنظر رشک و غبطہ دیکھتے ہوں، اس کی ثقاہت کے باب میں سوء ظن کا کیا محل۔

ب۔ جرح

مگر ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیے کہ تصویر کے اور بھی پہلو ہوتے ہیں اور تحقیقی ذمہ داری کا تقاضا ہے کہ ان سے بھی کلیتاً "صرف نظر" نہ کیا جائے بالخصوص جب ان پہلوؤں کی جانب ایسے ذمہ دار اکابر نے توجہ دلائی ہو جن کا ثقہ ہونا قیل و قال سے بلند ہو۔

سلطان ابوسعید ابوالخیر اور خواجہ فریدالدین عطار کی شخصیتیں عظیم اور واجب الاحترام سہی، لیکن کیا اُن کی طرف منسوب واقعے یا اُن کے افادات کو تنقید کی سخت و سنگین کسوٹی پر بھی کس لیا ہے؟

پھر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری، شیخ ابن القدوہ کا خاندانی حضرت مجدد الف ثانی اور حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین بھی دین متین کے اسرار و رموز کے امین ہیں۔ ان کا مقام ... اسلام ... ارشادات ...

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

[illegible] کی کتنا لائق تحسین ہے۔

۱۔ محدث کبیر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ صرف علوم دینیہ (قرآن و سنت) ہی کے امام نہیں تھے، بلکہ ان علوم کے بھی ماہر تھے جو نام نہاد "علوم حکمیہ" (فلسفہ و معقولات) کے عنوان سے معروف ہیں۔ آپ کی نگاہ دُور رس کی زد سے باہر نہ تھے، وہ بخاری شریف کی شرح "فیض الباری" میں "توحید باری تعالیٰ" (جو اسلام کے کا رکن رکین ہے) کی توضیح میں فرماتے ہیں:

کان الالٰہ ولیس شیٔ غیرہ سبحانہ جل العظیم الشان

واللہ خالق کل شیٔ غیرہ ما ہٰہنا والخلق مقترنان

(صرف اللہ تعالیٰ ہی تھا اس کے غیر کوئی شے موجود نہیں تھی۔ وہ پاک ہے ذوالجلال ہے، عظیم الشان ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے سوا ہر چیز کا خالق ہے ہمارا پروردگار اور مخلوق مقترن نہیں تھے (ازل میں ساتھ ساتھ نہیں تھے بلکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی تھا، اس کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔)

مگر اس "سرخیل فلاسفۂ اسلام" نے توحید باری کے اس منہل صافی کو شرک کی نجاست سے گندہ کر دیا اس لیے اس سے تبرا و بیزاری کا اظہار کرتے ہیں:

لسنا نقول کما یقول الملحد الزندیق صاحب منطق الیونان

بدوام ھذا العالم المشہود والا رواح فی ازل ولیس بفان

(ہم وہ بات نہیں کہتے جو کہ وہ ملحد و زندیق کہتا ہے جو یونانی منطق کا معلم (ثالث) ہے اور جو اس عالم مشہود نیز ارواح کی ہمیشگی اور دوام کا قائل ہے اور اس بات کا کہ یہ دونوں عالم مشہود اور ارواح) فانی نہیں ہیں۔

اور پھر اس غرض سے کہ کہیں اس "ملحد و زندیق" کے پہچاننے میں کوئی ابہام یا شک نہ رہے صراحۃً اس کا نام مع ان اوصاف کے جن کی تفصیل آگے آرہی ہے، بتاتے ہیں:۔

ھذا ابن سینا القرمطی عند امری ... فضلہ الردی و [illegible] الشیطان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(امدہ ابن سینا قرمطی اور مفطری تھا، قیطان کا ساتھی)
واضح رہے کہ حضرت مولانا انور شاہ رحمہ اللہ کا یہ تبصرہ کسی [illegible] تعصب پر
نہیں ہے بلکہ ذمہ دارانہ تحقیق و کاوش کا حاصل ہے جس کی تفصیل [illegible]
تبصرہ کے سلسلے میں آرہی ہے۔

۲۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا احیاء شریعت کی مساعی جمیلہ کی [illegible]
میں جو بلند مقام ہے وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ ذمہ داران امت نے حدیث نبوی علیٰ
صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم

"ان اللّٰہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا
دینھا"

(اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سرے پر اس امت کی اصلاح اور رشد و ہدایت کے لیے
ایک نفس قدسی کو مبعوث فرمائے گا جو اس کے لیے اس کے دین کی تجدید کرے گا۔)

کی شرح و توضیح کے سلسلے میں ان کی تجدید و احیاء دین کی کوششوں کو نہ صرف قرن یازدہم و
ہزارہ دوم کے لیے اللہ رب العزۃ کی نعمت عظمیٰ قرار دیا اور انھیں "مجدد الف ثانی" کے خطاب
کا مستحق سمجھا۔ یہی مجدد ملت اور محی دین مبین اس "علوم صوفیہ" کے محرم راز کے بارے میں
فرماتے ہیں:

"از کوتہ نظری ابن سینا است کہ با سلام حقیقی دلالت نمودہ۔۔۔ بلکہ او در مسائل
مجازی ہم خطا وا فرنہ گرفتہ و در خرخشہائے فلسفی ماندہ۔ امام غزالی تکفیرا و نمایہ
والحق کہ اصول فلسفی او منافی اصول اسلام است"

(واضح رہے کہ حضرت مجدد صاحب نے یہ افادہ اس مسائل کے جواب میں فرمایا تھا،
جس نے سلطان ابو سعید ابو الخیر اور بوعلی سینا کی موہومہ ملاقات کے بارے میں اپنے
تاثرات کا اظہار کیا تھا۔ اس کی مزید تفصیل نیز امام غزالی نے ابن سینا کی جو تکفیر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

([illegible] آگے آتے ہیں)

سلطان شہاب الدین محمد غوری کے برادر اکبر غیاث الدین کے عہد حکومت زمانہ میں کرامیہ کے شیخ فیروزکوہ کے عالم مشائخ مجد الدین عبدالمجید بن عمر تھے جو ابن القدوہ کہلاتے تھے ۔۔۔ شہر میں سلطان دارالحکومت ان کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کا معتقد تھا۔ اسی زمانہ میں امام فخر الدین رازی شہر بامیان سے آئے اور اپنا بازار گرم کرنے کے لیے انھیں فلسفہ و منطق کے ذریعہ مغلوب کرنا چاہا۔ شیخ ابن القدوہ فلسفہ سے بیزار تھے لہٰذا اٹھ کر مجلس مناظرہ سے تشریف لے گئے۔ اہل شہر کو جب شیخ ابن القدوہ کے مقابلے میں امام رازی کی درازیٔ لسان کا پتہ چلا تو ہنگامہ عظیم برپا کر دیا اور جب صورت حال قابو سے باہر ہو گئی تو سلطان کو امام رازی کو شہر بدر کرنا پڑا۔

انھیں شیخ ابن القدوہ کی مدافعت میں ان کے چچازاد بھائی نے دوسرے دن جامع مسجد میں آکر تقریر کی اور بو علی سینا کے اُن مرموز "اسرار و لطائف" کو جن کی بنا پر سلطان ابو سعید ابوالخیر نے فرمایا تھا۔

"جو میں دیکھتا ہوں، وہ جانتا ہے۔"

کفریات سے تعبیر کیا، چنانچہ ابن الاثیر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے:

"فلما صعد المنبر قال بعد ان حمد الله وصلى على النبي صلى الله عليه وسلم: لا إله إلا الله، ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاكتبنا مع الشاهدين، ايها الناس انا لا نقول الا ما صح عندنا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم واما علم ارسطاطاليس

پس جب وہ منبر پر چڑھے تو بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و صلوٰت بھیجی، فرمایا: نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اے ہمارے پروردگار جو کچھ تو نے اپنے رسول پر اتارا ہم اس پر ایمان لائے اور ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی۔ پس ہمیں اپنی وحدانیت کی شہادت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دکفریات ابن سینا و فلسفۃ الفارابی فلا نعلمہا۔" وہ کہتے ہیں جس کی سند ... علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہوئی ہے اور ارسطو کا مزعومہ علم اور شیخ بو علی سینا کے کفریات اور فارابی کا فلسفہ تو ہم انھیں نہیں جانتے (نہ درخور اعتنا سمجھتے ہیں)۔

اس کی مزید تفصیل یہ ہے کہ امام رازی اپنی "فلسفہ بیزاری" کے باوجود شیخ بو علی سینا کی "الاشارات والتنبیہات" کے نمط تاسع سے جو علوم صوفیا کے باب میں ہے، حد درجہ متاثر تھے چنانچہ انھوں نے اس "نمط" کی شرح شروع کرنے سے پہلے لکھا تھا:

"ھذا الباب اجل ما فی ھذا الکتاب فانہ رتب علوم الصوفیۃ ترتیبا ما سبقہ الیہ من قبلہ ولا لحقہ من بعدہ۔"

یہ باب اس کتاب میں سب سے زیادہ جلیل القدر ہے، کیونکہ (اس کے اندر شیخ بو علی سینا نے) علوم صوفیہ کو ایک ایسے انداز سے مرتب کیا ہے جس کی نہ اس کے پیش روؤں کو ہوا لگی تھی اور نہ بعد میں آنے والے اس تک پہنچ سکے۔

Dr. Zakir Husain Library Jamia Nagar

لیکن یہ نام نہاد "علوم صوفیا" کی تحلیل و توضیح "نبوۃ کی فلسفیانہ توجیہہ" ہے اور اسلام دشمن منکرین کا اسلام کے خلاف نہایت ہی موثر حربہ رہا ہے کیونکہ اس نے نبوت کے "وہبی" کے عقیدہ کے خلاف اس کے "کسبی" و اکتسابی ہونے کے شوشہ کو ہوا دی۔ امام رازی ابن سینا کی اس فلسفیانہ توجیہ کے اس درجہ گرویدہ تھے کہ انھوں نے اس کے رسالہ "معراج نامہ" کو جس میں اس نے "الاشارات" سے کہیں زیادہ وضاحت کے ساتھ اس توجیہہ کو قلمبند کیا ہے اپنے ہاتھ سے نقل کیا۔ اس "معراج نامہ" نے بعد کے تفلسف زدہ متصوفین کو بے حد متاثر کیا ان میں نمایاں نام دسویں صدی ہجری کے شیخ غوث گوالیری کے "رسالہ معراجیہ" کا ہے۔ اس کی خلاف شرع عبارتوں سے برہم ہو کر پہلے شمالی ہند کے علماء نے اور پھر گجرات کے علماء نے ان کی تکفیر کی اور قتل کا فتویٰ صادر کیا۔

© rasailojaraid.com

[illegible] ہے اور ابن سینا کے "علوم صوفیہ" کی حقیقت جس سے امام رازی جیسا فلسفہ بیزار متکلم بھی [illegible] بے خبر رہ سکا۔ اس "علوم صوفیہ" سے متاثر ہو کر سلطان ابو سعید ابو الخیر نے کہا تھا: "[illegible] میں دیکھتا ہوں، وہ جانتا ہے۔" لہٰذا جب امام رازی نے عوام کے لوگوں پر رعب ڈالنے کے لیے اس ترجیح کو اپنی گفتگو کا موضوع بنایا، تو پھر شیخ ابن القدوہ کے عم زاد کے لیے اسے "کفریات ابن سینا" کہنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔

۴۔ لیکن ان بزرگوں میں سب سے زیادہ واجب الاحترام شخصیت حجۃ الاسلام امام غزالی کی ہے جنھوں نے "مسائل ثلاثہ" (جن کی تفصیل آگے آرہی ہے) میں منصوصات قرآنی کے خلاف موقف اختیار کرنے پر بوعلی سینا کی تکفیر کی ہے اور جس کا ابن سینا کے عقیدت مند کوئی اطمینان بخش جواب نہ دے سکے۔

ہوا یہ کہ ۱۰۵۰ھ میں بادشاہ شاہجہاں نے شاہ ایران کے یہاں ایک سفیر کو، جس کا نام جان نثار خاں تھا روانہ کیا۔ سفارت خانے کے عملہ میں دو شخص محمد فاروق اور محب علی بھی تھے، جنھیں اپنی معقولات دانی پر بڑا ناز تھا اور اسی زعم باطل میں وہ وزیر اعظم ایران سے جو فلسفہ میں "اعلم علمائے عراق" تھا جا بھڑے۔ وزیر اعظم نے امتحاناً پوچھا کہ امام غزالیؒ نے "مسائل ثلاثہ" میں مخالف اسلام عقیدہ (قدم عالم، انکار حشر اجساد اور نفی علم باری بجزئیات مادیہ) رکھنے کی بنا پر بوعلی سینا کی تکفیر کی ہے۔ آپ اس کی برأت میں کیا کہتے ہیں۔ مگر جوابات لاجواب جیسا کہ جواب کیا۔ لہٰذا یہ دونوں مدعی ہمہ دانی بقول وزیر اعظم سعد اللہ خاں علامی

مدعیان دروغ چوں شمع کشتہ بے فروغ ماندند

بعد کی تفصیل کہ شاہجہاں کو اس علمی شکست سے کس درجہ صدمہ ہوا اور علامی سعد اللہ خاں نے اس سلسلے میں مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی سے "الدرۃ الثمینہ" کے عنوان سے اس کا جواب لکھوایا، غیر ضروری ہے۔

یہاں صرف اتنا ہی عرض کرنا ہے کہ امام غزالی نے بوعلی سینا کی تکفیر کی تھی، چنانچہ علامی

© rasailojaraid.com

سعد اللہ خاں نے جو خط مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کو لکھا تھا اس میں اس تکفیر کا حوالہ [illegible] اس خط کو مولانا امام الدین ریاضی (مصنف "التصریح فی الہیئۃ") خانہ زاد [illegible] میں درج ہے جس کا واحد نسخہ خود مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا کتب خانہ [illegible] نقل کر دیا ہے۔ مقالہ تبریک رامپور میں "السبعۃ الشنیہ" کا جو مخطوطہ ہے اس کے آخر میں بھی سعد اللہ خاں علامی کا یہ مکتوب موجود ہے۔ سعد اللہ خاں نے لکھا تھا:

"وحید العصر فرید الدہر بادراک نشأتین دوا حمانداریہ کامیاب باشند،
حسب الحکم اشرف می نویسد کہ ...... خلیفہ سلطان وزیر دانشور عراق کہ
اعلم العلمائے آں دیار است از محمد صادق مشرف و محب علی واقعہ نویس کہ بامارت
مآب جان نثار خاں سفیر متعین اند، پس از دعوائے ایشاں بفضل و کمال پرسیدہ
باشند کہ امام غزالی در مسئلہ قدم عالم و نفی علم واجب تعالیٰ شأنہ و تعقیل الملائکہ
فی حق انفسہم والجاہلون باللہ جہلاً مرکباً بجزئیات مادیہ و نفی حشر اجساد تکفیر
ابو نصر فارابی و شیخ ابو علی سینا نمودہ، وجمیع کاملین کلام حکما کردہ اند ایں جواب
را تقریر باید کرد۔ مدعیان دروغ چوں شمع کشتہ بے فروغ ماندند ...... بنا بجز آنہ
مرہماں حکم شد کہ آں فضائل وکمالات دستگاہ سطرے چند بر نگارش گزارد
کہ ..... دریں مسائل مختصرے جامع ..... نوشتہ در حضرت خلافت ...... باید
فرستاد کہ بایران فرستادہ شود۔"

اس سرکاری دستاویز سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ حجۃ الاسلام امام غزالی کا خلاف اسلام معتقدات رکھنے کی بنا پر شیخ بو علی سینا کی تکفیر کرنا ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

مگر انھوں نے آج کل کے کافر ساز ملاؤں کی طرح بھونڈے طریقہ سے یہ تکفیر نہیں کی، بلکہ بڑے محتاط مگر مدلل انداز میں اس وظیفۂ افتاء کی ذمہ داری کو پورا کیا ہے۔ انھوں نے "تہافت الفلاسفہ"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گیا ہے جن میں پہلے اس زمانے کے آزاد خیال طبقہ میں فلسفہ یونانی کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور اس کے خطرات سے بچنے کے لیے اس کی اشاعت کے عوامل و اسباب کا بڑی دقت نظر سے تجزیہ کیا ہے۔ اسکے بعد انھوں نے علم کے محاسبہ کے لیے یہ کتاب "تہافت الفلاسفہ" لکھی ہے۔ جس کا مقصد مختلف یونانی فلاسفہ کے اقوال میں جو بنیادی اختلاف ہے اس کے اظہار پر مشتمل ہے۔ لیکن امام صاحب نے اس کام (ابطال فلسفہ) کے لیے ان کے پیغمبر ارسطو کے افکار کا انتخاب کیا ہے:

"ولیعلم ان الخوض فی حکایة اختلاف الفلاسفة تطویل
فان خبطهم طویل ونزاعهم کثیر.... فلنقتصر علی اظهار
التناقض فی رأی مقدمهم .... وهو ارسطاطالیس"

چونکہ ارسطو کے افکار کے مترجمین کا کلام تحریف و تبدیل کا شکار رہ گیا، جس کی وجہ سے ان کے درمیان شدید نزاع پیدا ہوئی اور چونکہ فلاسفۂ اسلام میں ارسطاطالیسی تعلیم کے ان ناقلین میں سب سے زیادہ قابل اعتماد ابونصر فارابی اور بوعلی ابن سینا ہیں، اس لیے صرف انھیں کے نظریات کو قابل اعتنا اور درخور رد و ابطال سمجھا:

"ثم المترجمون لکلام ارسطاطالیس لم ینفک کلامهم
عن تحریف وتبدیل.... واقومهم بالنقل والتحقیق
من المتفلسفة الاسلامیة الفارابی ابونصر وابن سینا
علی ابطال ما اختاراه ورأیاه الصحیح
من مذهب رؤسائهم فی الضلال .... فلیعلم انا
مقتصرون علی رد مذاهبهم بحسب نقل هذین الرجلین"

لہٰذا امام صاحب کی تہافت الفلاسفہ "ارسطاطالیسی - ابن سینائی" فلسفہ کی تنقید ہے جو آج بھی کم از کم برصغیر کے عربی مدارس میں پڑھا اور پڑھایا جاتا ہے اور اس طرح عملاً یہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بوعلی سینا ہی کے افکار و تصورات کی تنقید و تردید ہے۔

اس تنقیدی فریضہ کی ادائگی کے لیے انھوں نے ان آدرسطالیسی ابن سینائی "فلسفہ کے" جو بوعلی سینا کا مذہب مختار رہے ہیں، بیس مسئلے منتخب کیے تھے ان میں سے مذکورۂ بالا مسائل تعداد میں تین ہیں جن کے متعلق خلیفہ دانشور عراق نے کہا تھا کہ امام غزالی نے ابن سینا کی تکفیر کی ہے جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ المسئلة الاولیٰ: فی ابطال مذھبھم فی ازلیة العالم
المسئلة الثانیة: فی ابطال مذھبھم فی ابدیة العالم
} یعنی فلاسفہ اور بالخصوص ابن سینا کے عقیدہ قدم عالم کا ابطال۔

۲۔ المسئلة الثالثة عشر: فی ابطال قولھم ان الله لا یعلم الجزئیات
یعنی فلاسفہ بالخصوص ابن سینا کے عقیدہ نفی علم باری تعالیٰ بجزئیات مادیہ ابطال۔

۳۔ العشرون: فی ابطال انکارھم البعث وحشر الاجساد مع التلذذ والتألم
یعنی فلاسفہ بالخصوص ابن سینا کے عقیدہ "انکار حشر جسمانی" کا ابطال

خاتمہ میں انھوں نے یہ سوال قائم کیا ہے کہ آیا ان سبھی مسائل بست گانہ میں تشکیک وجحود سے مسلمان خارج از اسلام ہو جاتا ہے؟ اس کے جواب میں فرماتے ہیں، ان میں سے تین مسئلے ایسے ہیں جن کا اعتقاد "کفر صراح" ہے۔ باقی میں چونکہ مختلف فرق اہل اسلام کا اختلاف ہے اس لیے ان کے قائل کو خارج از اسلام قرار نہیں دیا جا سکتا:

"فان قال قائل قد فصلتم من اھب ھؤلاء
افتقطعون بکفرھم ووجوب القتل لمن یعتقد اعتقادھم؟
قلنا تکفیرھم لا بد فی ثلاث مسائل:
احدٰھا مسئلة قدم العالم وقولھم ان الجواھر کلھا قدیمة،
والثانیة قولھم ان الله تعالیٰ لا یحیط علماً بالجزئیات
الحادثة من الاشخاص

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واما الثلثة فی انکار بعث الاجساد وحشرها
فهذه المسائل الثلاث لا تلائم الاسلام بوجه و
معتقدها معتقد کذب الانبیاء .... وهذا هو الکفر الصریح
لم یعتقده احد من فرق المسلمین۔"

امام غزالی کی اس مدلل توضیح کے بعد بو علی سینا کے اسلام اور کفر کا مسئلہ کسی مزید فیصلہ کا محتاج نہیں رہتا۔ چنانچہ بعد کے علمائے ربانیین مثلاً حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اس قول فیصل کی توثیق کردی۔

تمام قارئین اور متعلق ادارہ ندوۃ المصنفین، مصنف اور مضمون نگاران وغیرہ وغیرہ اور حضرت محترم مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانیؒ سے عقیدت اور خلوص رکھنے والے ان قابل لوگوں سے درخواست ہے کہ مفتی صاحبؒ کے سلسلے میں بہت جلد ان کی زندگی سے متعلق روشنی ڈال کر اور زیادہ قربت رکھنے والے حضرات ان کی سوانح پر بہت جلد مضامین لکھ کر منیجر رسالہ برہان دہلی کے نام ارسال فرمائیں۔ کیونکہ حضرت مفتی صاحبؒ کے سلسلے میں ایک ضخیم شاندار معیاری نمبر ان کے کردار اور عظمت کے مطابق شائع ہونے والا ہے اس لیے آپ کو مطلع کیا گیا کہ اس کی طرف خصوصیت سے توجہ فرمائیں۔

منیجر

© rasailojaraid.com